سپین میں مسلمانوں نے خدائی حکم اعتصام بحبل اللّٰہ کو نظر انداز کر دیا تھا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۸۰ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

جو اینٹی بائیوٹک (Anti-Biotic) مجھے گردے کی تکلیف میں دی جارہی ہیں انہیں کھاتے ہوئے دو ہفتے آج ہورہے ہیں جہاں تک انفیکشن (Infection) کا تعلق ہے تین دن ہوئے کلچر لاہور سے کروایا تھا تو وہ اس کا نتیجہ بتاتا ہے کہ کوئی انفیکشن اب باقی نہیں رہی۔ الحمد للّٰہ۔ لیکن ڈاکٹر محمود الحسن صاحب جن کا علاج ہے انہیں فون پر جب یہ بتایا گیا تو انہوں نے کہا پہلے بھی دوائیں چھوڑنے کے بعد بیماری عود کر آئی تھی اس لئے مزید ایک ہفتہ پوری خوراک اس دوائی کی کھائی جائے اور اس کے بعد نصف خوراک اس کی کھائی جائے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بیماری کو جڑ سے اکھاڑ دے۔ یہ عرصہ ختم ہوگا جس دن جلسہ شروع ہوتا ہے ہمارا چھبیس کو۔ اس روز شاید مجھے ایک دن چھوڑنی پڑے کیونکہ کافی ضعف یہ ادویہ کرتی ہیں۔ بہرحال کام کی قوت تو خدا تعالیٰ کی رحمت عطا کرتی ہے۔ انسان کی کوششیں تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ذمے واریوں کو پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

بعض ایسے لوگ بھی ہیں اس دنیا میں جو کہتے ہیں کہ سب کام تو اللہ تعالیٰ نے ہی کرنے ہیں۔ پھر ہمیں تدبیر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اسلامی تعلیم یہ نہیں نہ قرآن کریم اس کی اجازت دیتا ہے۔ ایک موقع پر فرمایا۔ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً (التوبۃ:۴۶)

کہ منافق جو جہاد کے موقع پر مختلف عذر پیش کرتے ہیں کہ دل تو بڑا کرتا ہے جانے کو مگر یہ عذر درپیش آ گیا اچانک اور وہ عذر درپیش آ گیا اچانک اس لئے ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم پیچھے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے یہ عذر اس لئے قابلِ قبول نہیں کہ تم نے تو جہاد کے لئے کبھی تیاری نہیں کی۔ تمہاری نیتیں تو شروع سے ہی خراب تھیں۔ اس میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ جس کام کے کرنے کی نیت ہو جس کام کا عزم ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر تدبیر کرنی ضروری ہے۔ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً۔ دنیا میں کاموں کی نوعیت مختلف ہے۔ دنیا میں ہماری زندگیوں میں جہاد جہاد کی شکلیں مختلف ہیں۔ اس زمانہ میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے جو عظیم جہاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جماعت کر رہی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے نتیجہ میں اور آپ کی قوتِ قدسیہ پر بھروسہ کرتے ہوئے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قیادت میں اس کی شکل پہلے زمانوں کی ضرورتوں سے مختلف ہے۔ یہ جہاد ہے اپنے نفوس کے خلاف جہاد کر کے ایک پاک نمونہ پیدا کرنا اور اس پاک نمونہ کے ہاتھ میں قرآن کریم دے کر دنیا کے سامنے اس کی تعلیم کو پیش کرنا۔ یہ جو نفس کے خلاف جہاد ہے اس کے لئے تربیت کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ہر آن چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے بہت سی تدابیر کی جاتی ہیں جن میں سے ایک بڑی تدبیر الٰہی منشا کے مطابق جلسہ سالانہ کی ہے ہم ہر سال دسمبر کے آخر میں عام طور پر ۲۶، ۲۷ اور ۲۸؍دسمبر کو جلسہ سالانہ منعقد کرتے ہیں۔ یہ جلسہ بڑی ہی برکتیں لے کر آتا ہے۔ نئی نسل، نئے ہوش سنبھالنے والے ہمارے بچے، نئے ہم میں داخل ہونے والے ہزاروں کی تعداد میں ان تین دنوں میں اتنی تربیت حاصل کر لیتے ہیں اگر وہ یہاں آئیں اور وقت کو ضائع کرنے کی بجائے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں، تو پورے سال میں اس قسم کی تربیت انہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ اتنا بڑا جلسہ اس کا انتظام کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ اتنا فضل نازل کرتا ہے، اتنی رحمتوں سے نوازتا ہے کہ آپ لوگوں کو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ کب جلسہ آیا، کب ختم ہو گیا۔ ڈیڑھ دو لاکھ آدمیوں کی رہائش کا انتظام کرنا، ان کے کھانے کا انتظام کرنا ان کی صحت کا خیال رکھنا یہ انسان کا کام نہیں ہے جب تک خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل نہ ہوں ایسا ہو ہی نہیں سکتا عملاً۔ ہم سے کہیں زیادہ امیر

اور منتظم ایسے ادارے میرے علم میں ہیں کہ دس ہزار کو کھانا کھلانا پڑ گیا تو ایک قیامت بپا ہوگئی۔ سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ کیسے سنبھالیں اس انتظام کو لیکن اس جلسہ میں جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق جاری کیا یہ احساس ہی نہیں آپ کو ہوتا کہ اتنا بڑا انتظام بھی کرنے کی ضرورت ہے۔ سب کام خدا تعالیٰ خود ہی کرتا چلا جاتا ہے۔ جو خدا کرتا ہے اس کا کریڈٹ (Credit) آپ کو تو نہیں جاتا۔ وہ تو خدا تعالیٰ نے کیا خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ وہ کرتا ہے۔ دعاؤں کے ساتھ اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انکسار کے ساتھ خدا کے حضور عاجزانہ پکار ہونی چاہیئے ہماری کہ اے خدا! ہم تیرے عاجز بندے تیرے اس جلسے کو نہیں سنبھال سکتے اگر تیری مدد کا ہاتھ ہمارے شامل حال نہ ہو۔ جلسہ اب قریب آ گیا ہے اس لئے آپ جہاں دنیوی تدابیر اس جلسے کی کامیابی کے لئے کریں اپنی ذمہ داریوں کو مادی دنیا میں نبھانے کے لئے، وہاں بہت زیادہ دعائیں کریں اللہ تعالیٰ سے کہ جس طرح ہمیشہ اپنی رحمتوں سے نوازتا اور ہمارے جلسہ میں برکات کا نزول کرتا اور نعماء کی بارش کرتا ہے اس جلسے کو بھی کامیاب کرے اور پہلے سے زیادہ نعمتیں جماعت احمدیہ اور دنیا اس سے حاصل کرنے والی ہو۔ اس جلسہ کی غرض کوئی ذاتی غرض نہیں، نہ میری نہ آپ کی، غرض صرف یہ ہے کہ ایک ایسی قوم تیار ہو اور ان کے ذہن میں یہ بات حاضر رہے ہر آن کہ ہم اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ اس دنیا کے دل جو خدا تعالیٰ سے دور ہے خدا اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتے جائیں۔ خدا تعالیٰ سے کہیں ہم تیرے نالائق مزدور سہی لیکن ہیں تیرے مزدور، ہماری مدد کر اور ہمیں کامیاب فرما۔ آمین

ایک اور بات میں سپین کی تاریخ کے متعلق کہنا چاہتا ہوں ہماری رپورٹوں میں دو بظاہر متضاد باتیں آ گئی ہیں۔ بعض دفعہ یہ لکھا گیا کہ جس مسجد کی قرطبہ کے قریب میں نے بنیاد رکھی یا قرطبہ ہی کہنا چاہیئے کیونکہ وہ اس کا حصہ ہی ہے قریباً وہاں جس مسجد کی بنیاد میں نے رکھی سات سو سال کے بعد یہ واقعہ ہوا۔ بعض میں ہے کہ پانچ سو سال کے بعد ہوا۔ یہ دونوں باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں۔ اس لئے میں مختصر طور پر آپ کو تاریخ کے بعض واقعات بتاؤں گا اس وقت۔

طارق بن زیاد ۷۱۰ء میں پہلی بار سپین کے ساحل پر اترے۔ مؤرخین کا اختلاف ہے

کس قدر مسلمان مجاہد ان کے ساتھ تھے لیکن زیادہ تر کا یہ خیال ہے کہ وہ آٹھ ہزار مجاہدین کے ساتھ اترے وہاں۔ چار ہزار کی کمک انہیں بعد میں مل گئی، تو بارہ ہزار مجاہدین ان کے ساتھ تھے۔ اس قدر خدا تعالیٰ پر توکل کہ جن کشتیوں پر سوار ہو کر وہ ساحلِ سپین پر پہنچے تھے اترنے کے ساتھ ہی ان کو نذرِ آتش کر دیا۔ بعض ان کے ماتحت جرنیلوں نے کہا بھی کہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم خدا کا نام بلند کرنے کے لئے آئے ہیں وہ ہمیں ناکام نہیں کرے گا اور ہمیں یہاں سے بھاگنا نہیں پڑے گا۔ ہم نے کشتیاں یہاں رکھ کے کیا کرنی ہیں اور چند سالوں کے اندر قریباً سارا سپین فتح ہو گیا، شمال کا ایک حصہ رہ گیا تھا۔ اس کو مسلمانوں نے نہیں چھیڑا۔ وہ پہاڑی علاقہ تھا اور اس طرف انہوں نے توجہ نہیں کی کیونکہ وہاں برفانی علاقہ تھا اور یہ افریقہ کے صحرا سے آنے والے سردی سے گھبرائے یا اور وجوہات ہوں گی ہمیں علم نہیں۔ بہرحال وہ حصہ رہ گیا جو باقی حصے تھے وہ یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فتوحات حاصل کرتے رہے، آگے بڑھتے رہے اور ان پہاڑوں کو جن کو انہوں نے پھر ہاتھ نہیں لگایا ان پہاڑوں کے دامن تک پہنچ گئے۔ اور کھڑے ہو گئے۔ یہ ۷۱۰ء کی بات ہے اس واسطے جب ہم سپین کی اسلامی فتح سے تاریخیں نکالیں تو اس کو مرکزی نقطۂ نگاہ بنائیں گے یہ نہیں کہ دو سال کے بعد غرناطہ فتح کیا اور چار سال کے بعد قرطبہ فتح کیا اور اتنے سال کے بعد انہوں نے طلیطلہ فتح کیا وغیرہ وغیرہ کیونکہ اتنی جلدی سب کچھ ہوا ہے جس طرح ٹھنڈی ہوائیں بارانِ رحمت گھنٹوں میں ایک لمبے خطۂ ارض پر بارش برسا دیتی ہیں اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جو تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس سارے ملک پر بڑی جلدی برسا دی۔

تو ۷۱۰ء میں سپین فتح ہوا اور پھر جب تنزل شروع ہو جاتا ہے تو طلیطلہ جو عیسائیوں کا دارالخلافہ بھی تھا۔ وہ عیسائیوں کے قبضے میں چلا گیا صرف یہاں ۵۱۴ سال مسلمانوں کی حکومت رہی اور قرطبہ پر عیسائی قبضہ ۱۲۳۶ء میں ہو گیا۔ قرطبہ اور اس کا علاقہ وہ صوبہ جو تھا اس کے اردگرد کا علاقہ جو تھا وہ ۱۲۳۶ء میں پھر عیسائیوں کے قبضہ میں چلا گیا اور یہاں اسلامی حکومت پانچ سو چودہ سال تک رہی اور جو مسجد بنی ہے وہ قرطبہ کے قریب ہے۔ اس واسطے اگر قرطبہ

جب عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا گیا اس کے بعد تو مسلمانوں کی کوئی مسجد نہیں بنی تو اگر اس تاریخ سے ہم اپنی مسجد کی بنیاد کا زمانہ نکالیں تو یہ درست ہے بالکل کیونکہ قرطبہ اور اس کا علاقہ جو تھا وہ فتح کر لیا عیسائیوں نے اور اس کے بعد وہاں کوئی مسجد نہیں بنی۔ اس لئے یہ درست ہے کہ سات سو چوالیس سال کے بعد پہلی بار ایک مسجد کی تعمیر کی بنیاد رکھی گئی وہاں۔ اس واسطے سات سو سال جو کہا گیا ہے وہ درست ہے بلکہ سات سو سال سے بھی زیادہ عرصے کے بعد رکھی گئی۔ ٹھیک سات سو چوالیس سال کے بعد۔ غرناطہ جو ہے سقوطِ غرناطہ ۱۴۹۴ء میں ہوا یعنی آج سے چار سو اٹھاسی سال پہلے اس واسطے اگر جس وقت یہ شکست ہوئی اور مسلمان کلی طور پر سپین سے نکل گئے۔ یہ غرناطہ کے سقوط سے اسلامی سلطنت کا کلیتاً خاتمہ ہو گیا اور سات سو بیاسی سال کی اسلامی حکومت کے بعد یہ واقعہ ہو گیا سقوط غرناطہ ہے یہ اسلامی حکومت کے قیام کے سات سو بیاسی سال کے بعد ہوا۔ غرناطہ کے سقوط کی نسبت سے اگر ہم کہیں یعنی جب سپین کلیتاً اسلام کے ہاتھ سے نکل چکا تو پھر پانچ سو سال کے بعد وہاں مسجد کی بنیاد رکھی گئی لیکن قرطبہ کے سقوط کے لحاظ سے سات سو چوالیس سال کے بعد بنیاد رکھی گئی۔

اس میں جو انتہائی دردناک چیز ہمیں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جس امت کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضلوں سے جب وہ بڑی تھوڑی تعداد میں وہاں گئے تھے اور ان کے مقابلے میں اس بارہ ہزار کے مقابلے میں ایک لاکھ سے زیادہ فوج تھی اس وقت جس بادشاہ نے شکست کھائی ان سے جس کو انہوں نے شکست دی اور پھر فتوحات حاصل کرتے ہوئے شمال تک پہنچ گئے۔ جس وقت تین سو پچھتّر سال کے بعد جو شمال کے قریب ترین اور ہماری اسلامی حدود کے شمالی حصے میں ایک شہر جو دارالخلافہ بھی رہا ہے ان کا۔ ان پر عیسائیوں نے قبضہ کیا۔ تو کوئی کوشش اس علاقے کو واپس لینے کے لئے نہیں کی گئی۔ یہ دردناک پہلو ہے اس کا، بڑا بھیانک، پھر ان کی کچھ ہمت بڑھی۔ پھر ۱۲۳۶ء میں قریباً ڈیڑھ سو سال کے بعد انہوں نے اپنی طاقت کو جمع کیا اور قرطبہ پر حملہ کیا اور اس کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا اور جہاں تک مجھے یاد ہے اس جنگ میں مسلمانوں کے بعض نواب صاحبان جو تھے وہ عیسائیوں کے ساتھ ساتھ شامل ہوئے تھے قرطبہ کے مسلمان حاکم کے خلاف اور ان کی مدد سے عیسائیوں نے

یہاں قبضہ کیا۔

پھر ۱۲۳۶ء سے قریباً ڈھائی سو سال کے بعد سقوطِ غرناطہ ہوا اور اس سارے عرصے میں سپین کے مسلمانوں نے اپنے کھوئے ہوئے علاقے جو تھے وہ واپس لینے کی کوشش نہیں کی۔ اس کی وجہ تھی، اس کی وجہ تھی اختلاف، ایک دوسرے سے لڑائیاں کر رہے تھے، ایک دوسرے کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ ایک دوسرے کی عزتوں پر ہاتھ ڈال رہے تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف بدظنیاں پھیلا رہے تھے۔ ایک دوسرے کے خلاف فتوے دے رہے تھے اور یہ تصویر ہمارے سامنے آتی ہے بڑی بھیانک حالانکہ ہمیں کہا گیا تھا۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (اٰلِ عمران: ۱۰۴) یہ مسلمان حملہ آور قوم تھے یہ قوم قوم کے لوگوں سے بنی ہوئی جماعت تھی یعنی جو گئے پہلے لینڈ (Land) کئے بارہ ہزار یہ ایک قبیلے سے، ایک علاقے سے ان کا تعلق نہیں تھا کیونکہ اسلامی معاشرہ میں قومیں ایک دوسرے سے مل گئی تھیں۔ کوئی شام سے آ گئے تھے افریقہ میں، کوئی عراق سے آ گئے تھے، کوئی سعودی عریبیہ سے آ گئے تھے، کوئی مصر سے آ گئے تھے یہ مراکو کے علاقے میں، اور سب ایک بنیان مرصوص تھے اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کر رہے تھے اور شیطان کا ہر وار جوان کے اوپر ہوتا تھا ناکام ہو جاتا تھا پھر رخنہ پڑ گیا۔ پھر وہ بنیان مرصوص نہیں رہی بلکہ تعصب نے سوراخ کئے اس میں، حسد نے سوراخ کئے اس میں، تباغض نے سوراخ کئے اس میں، بدظنیوں نے سوراخ کئے اس میں اور خودنمائی اور انانیت نے سوراخ کئے اس میں اور وہ بنیان مرصوص جس کو دنیا کی کوئی طاقت توڑنے کے قابل نہیں تھی وہ پاش پاش ہوگئی۔ چھوٹے چھوٹے انہوں نے بنا لئے علاقے۔ وہ اس کے اندر نواب بن کر بیٹھ گئے اپنی نوابی کی ان کو فکر رہی لیکن اسلام کی محبت اور اسلام کی کوئی فکر باقی نہیں رہی۔ یہ ہوا اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے جو احکام قرآن کریم میں نازل کئے تھے ان پر عمل نہیں کیا۔ قرآن کریم نے کہا تھا کہ متحد ہو کے رہو، پیار سے رہو، اپنے نفسوں کی اصلاح کر کے خدا کے لئے خدا میں ہو کر زندگیاں گذارو اور خدا کے حکم سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرو اس کی بجائے، یہ یاد رکھیں آپ، شروع میں جو بدی پیدا ہوتی ہے اُس وقت ابھی دل تک

نہیں وہ پہنچتی باہر سے آتی ہے تو اعمال غیر صالح ہو جاتے ہیں لیکن دل ابھی صداقت کے اوپر قائم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا زَاغُوْٓا جب انہوں نے کج روی کو اختیار کیا۔ اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (الصف:٦) تو پھر آہستہ آہستہ ان کے دلوں میں بھی زنگ لگا اور پہلے وہ سچ کو، صداقت کو، سچ اور صداقت سمجھتے ہوئے ٹیڑھے راستوں کو اختیار کر رہے تھے پھر وہ سمجھنے لگے کہ وہ ہدایت پر قائم ہیں، وہ تو سیدھے راستوں پر چل رہے ہیں کوئی کجی ان کے اندر نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں ایک زبردست دعا سکھائی گئی۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا (ال عمران:٩) کہ اے ہمارے رب! ہدایت دینے کے بعد ہمیں کبھی کج نہ ہونے دینا۔ اس میں یہ دعا بھی ہے اور دو باتوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی تو ہدایت آپ اپنے زور سے نہیں حاصل کر سکتے۔ خدا تعالیٰ کا فضل جب نازل ہو کسی فرد یا قوم پر تو وہ ہدایت پا لیتی ہے۔ دوسرے آپ ہدایت پر قائم نہیں رہ سکتے جب تک خدا تعالیٰ کی رحمتیں آپ کو اپنے فضل اور رحمت کے رسّوں میں جکڑ کے ہدایت کے اوپر قائم نہ رکھیں۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اے خدا! ایسے سامان پیدا کر کہ جو تجھ سے ہم نے ہدایت حاصل کی ہے اس کے بعد ہم ہدایت چھوڑ کے کج راہوں کو اختیار نہ کرنے لگ جائیں۔ صراطِ مستقیم چھوڑ کے ان راہوں کو اختیار نہ کریں جو تیری طرف نہیں لے جارہی بلکہ سیدھی شیطان کی طرف لے جانے والی ہیں۔ سپین میں بھی یہی ہوا وہاں تو دیکھ رہے تھے ہم۔ کیا تھے اور کیا بن گئے تو رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ال عمران:٩) وہاں بھی خطبہ میں نے اسی مضمون پہ دیا تھا زیادہ تفصیل سے دیا تھا۔ اس وقت تو میں مختصراً بتا رہا ہوں آپ کو۔ یہ دعا بڑی ضروری ہے دونوں طرح ہوتا ہے۔ ایک فرد ہدایت حاصل کر لینے کے بعد کجروی اختیار کر لیتا ہے ایسا بھی ہوا۔ ہماری تاریخ بھری پڑی ہے اس سے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک نسل تو ہدایت پر قائم ہے اور ان کی اگلی نسل جو ہے وہ ہدایت کی راہوں کو چھوڑ رہی ہے۔ بڑی ذمہ داری ہے۔ اپنے بچوں کو ہدایت پر قائم رکھنے کی، تدبیر کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ بھی۔ پس تدابیر بھی کرو اور دعائیں بھی کرو کہ

اللہ تعالیٰ ہماری نسلوں کو تا قیامت ہدایت پر قائم رکھے اور کبھی بھی اس کا غضب ہماری نسلوں پر یا ہم پر نازل نہ ہو۔ اس رحمت کے ہم وارث بنتے رہیں اور اللہ تعالیٰ توفیق دے اس جماعت کو کہ وہ ساری دنیا کے دل محبت اور پیار اور اسوۂ حسنہ کے ساتھ جیت کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نوع انسانی کو لا بٹھائیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲؍جنوری ۱۹۸۱ء صفحہ ۲ تا ۵)